سب سے بڑھ کر عیش پرست رہا ہوگا، اسے جہنم میں صرف ایک غوطہ لگوا کر نکالا جائے گا، پھر اس سے سوال کیا جائے گا: ''کیا تو نے کبھی اپنی زندگی میں کوئی نعمت دیکھی ہے؟'' وہ (ساری عیاشیاں بھول کر) جواب دے گا: ''میں نے کبھی کوئی نعمت دیکھی ہی نہیں۔'' پھر ایک اور شخص لایا جائے گا' جو اس دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ تکلیف زدہ رہا ہوگا، لیکن بیچارہ مؤمن ہوگا۔ تو اس کو جنت میں ایک دفعہ داخل کر کے نکالا جائے گا۔ پھر اس سے سوال ہوگا: ''کیا تو نے کبھی زندگی بھر میں کوئی تکلیف دیکھی ہے؟'' تو وہ (ایک ہی نظارے میں دنیا کا ہر دکھ درد بھول کر) کہے گا: ''میں نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہی نہیں۔'' [صحيح مسلم ٧٠١٩ عن أنس ﷺ]

فائدہ نمبر 11: ﴿فويلٌ لِلّذينَ يكتبونَ الكتاب بايديهم ...... ﴾ آیت کریمہ میں علماء یہود کو دو طرح کی وعید سنائی گئی ہے: ایک وعید اس لیے کہ وہ تورات کی آیات اور احکام کو دنیا کی حقیر متاع کی خاطر بدل دیتے تھے۔

دوسری وعید اس لیے کہ وہ تحریف کردہ کلام کے بارے میں لوگوں کو باور کراتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اور اپنی ان حرکتوں کے ذریعے لوگوں پر دو قسم کا ظلم کرتے تھے: (۱) ان کا دین بدل دینا، (۲) ان کا مال ناجائز کھانا۔

اس طرح لوگوں سے مال لوٹنا بدترین حرام ہے۔ جو چوری، ڈاکہ اور غصب کرنے سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ [السعدي، تفسير لقمان] انہی لوگوں کے کرتوت کا تذکرہ قرآن مجید میں اس انداز سے بھی ہوا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ...... ﴾ [التوبة ٣٤] نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق آج اس امت کے بدعتی علماء کی روش بھی یہی ہے کہ دین کے نام سے خرافات اور بدعات پھیلاتے ہوئے لوگوں کو کتاب الٰہی وسنت نبویہ کی پاکیزہ تعلیمات سے دور رکھتے ہیں۔ پھر اس فریب کاری کے ذریعے لوگوں سے خوب مال بھی بٹورتے ہیں۔

تکبیرات عید

سلمان فارسی ﷺ سے ثابت ہے: كَبِّرُوا اللهَ : ''اللهُ أكبرُ ، اللهُ أكبرُ، اللهُ أكبرُ كَبِيْرًا'' [فتح الباري ٢/ ٤٦٢]

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ یہ تکبیر کہتے تھے: ''اللهُ أكبرُ، اللهُ أكبر، لآ إلهَ إلا اللهُ ، واللهُ أكبرُ، وَللهِ الحمدُ'' [مصنف ابن أبي شيبة ٥٦٣٣، ٥٦٤٦] حضرت علی ﷺ، ابن مسعود ﷺ اور ابراہیم نخعی سے منقول ہے: ''اللهُ أكبرُ، اللهُ أكبر، لآ إلهَ إلا اللهُ، واللهُ أكبرُ، اللهُ أكبرُ، وَللهِ الحمدُ'' [مصنف ابن أبي شيبة ٥٦٥١، ٥٦٥٣]

درس حدیث

روزے کی فرضیت وفضیلت

عبدالرحیم روزی

عن طلحة بن عبيدالله ﷺ يقول: جاء رجلٌ إلى رسول الله ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثائرُ الرأسِ، يُسمعُ دويُّ صوته ولايُفقهُ مايقولُ حتى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ. فقال رسول الله ﷺ: "خمسُ صلواتٍ في اليوم والليلةِ." فقال: هل عليَّ غيرُها؟ قال: لا. إلا أن تطوعَ. قال رسول الله ﷺ: "وصيامُ رمضانَ." قال: هل عليّ غيره؟ قال: لا إلا أن تطوع. قال وذكر له رسول الله ﷺ الزكاةَ. قال: هل عليّ غيرها؟ قال: لا، إلا أن تطوع. قال: فأدبر الرجل وهو يقولُ: والله لا أزيد على هذا ولا أنقص. قال رسول الله ﷺ: "أفلحَ إنْ صدقَ."

تخريج الحديث

بخاری كتاب الإيمان باب الزكاة من الإسلام، كتاب الصوم باب وجوب صوم رمضان، كتاب الشهادات باب كيف يستحلف، كتاب الحيل باب في الزكاة۔ مسلم كتاب الإيمان باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام ح: ١١]

حدیث کی شرح

جاء رجلٌ: یہ آدمی کون ہے؟ ابوالحسن علی بن بطال مالکی شارح صحیح بخاری وغیرہ بعض علماء نے اسے ضمام بن ثعلبہ ازدی ﷺ قرار دیا ہے۔ امام قرطبی نے اسے مسترد کیا ہے۔ لیکن ابن حجر نے اس رائے کو قرطبی کی طرف سے مسترد کرنے کے حوالے سے کہا ہے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں۔ شاید یہ اس لیے کہ دونوں کا مضمون ایک جیسا ہے۔

نَجد: تہامہ اور عراق کے درمیان سطح مرتفع کا علاقہ ہے، جو صحرائے نفوذ الکبریٰ اور الربع الخالی کے درمیان واقع ہے۔ دور نبوی میں یہاں بنوتمیم، اسد اور غطفان آباد تھے اور وہ سب کے سب مضر سے تعلق رکھتے ہیں۔ موجودہ وقت میں اس ایریا میں ریاض، عنیزہ، بریدہ، قصیم، جوف، یمامہ وغیرہ آباد ہیں۔

ثائرُ الرأس: پراگندہ سر والا یہ رجلٌ کی صفت ہے۔ اور حال ہو کر منصوب ہونا بھی درست ہے۔

دَوِيّ: وہ آواز جو نہ سمجھی جاتی ہو۔

عَنِ الْإِسْلَامِ: اللہ کے ان فرائض کے متعلق جو ایک مؤمن پر عاید ہوتے ہیں۔ اسی لیے حدیث میں شہادتین کا ذکر نہیں ہوا؛ کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ وہ اسلام کے فرائض کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے۔ وہ انہیں جانتے ہیں کہ آدمی کلمہ گو ہے۔ یا یہ کہ وہ اسلام کے فعلی عملی احکام پوچھنا چاہتا ہے۔

وذکر له رسول الله ﷺ الزكاة: اسماعیل بن جعفر کی روایت میں ہے: ''أخبرني بما فرضَ الله عليَّ من الزكاة. قال: فأخبره رسول الله ﷺ بشرائعِ الإسلامِ'' معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اسلام کے بہت سے اعمال بیان کیے، جنہیں ملخص کیا گیا۔ جیسے نصاب زکوۃ، نماز کے اوقات وغیرہ۔

أفلحَ إن صدق: ''فلاح'' کامیابی اور مطلوب کے حصول کو کہا جاتا ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں: دنیوی واخروی۔ دنیوی فلاح وہ ہے، جس کے حصول سے دنیا میں زندگی خوشگوار ہوتی ہے۔ جبکہ اخروی فلاح آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہونے والی چیز کا حاصل ہونا ہے۔

اس جملہ سے واضح ہوا کہ اگر آدمی نے اپنے اقرار کا التزام نہیں کیا، تو وہ فلاح حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس میں فرقہ مرجئہ کا رد ہے، جو اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ نقصان دہ نہیں۔

اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں ہے، جیسا کہ وفد عبد القیس وغیرہ بعض احادیث میں بھی نہیں ہے۔ اس کے تین جواب دیے گئے ہیں:

پہلا جواب: رسول اکرم ﷺ نے اسے وہی جواب دیا جو اس کے حال سے عیاں تھا کہ یہ شخص حج واجب ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ جیسا کہ سوال ہوا '' هل عليَّ غيرُه ''

پھر علماء فرماتے ہیں کہ '' حكاية الحال لا تعادل العمومات '' کہ ایک فرد کی حالت کی نقل وحکایت، عمومیت پر دلالت نہیں کرتی، یعنی عام قاعدہ وضابطہ نہیں بن سکتا۔ آپ ﷺ ہر موقع پر وہ حکم بیان کرتے تھے جو وہاں مناسب ہوتا تھا۔ کبھی ظاہری فرائض ذکر کرتے، جن کے ترک پر قتال روا ہوتا ہے، جیسے نماز، زکوۃ۔ کبھی وہ چیزیں ذکر کرتے جو صرف سائل پر عاید ہوتے ہیں۔ جسے نماز اور روزہ کا حکم دیتا ہے اس پر زکوۃ واجب نہ تھی۔ جسے ان تینوں کا حکم دیا وہ حج کی فرضیت سے قبل تھا، یا سائل ان لوگوں میں سے تھا جن پر حج واجب نہیں تھا۔

جہاں تک نماز اور زکوۃ کا تعلق ہے، ان دونوں کی وہ عظیم شان ہے، جو دوسرے فرائض کے لیے حاصل نہیں،

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان دونوں کے ترک پر قتال کا حکم دیا ہے؛ کیونکہ یہ دونوں اعمال ظاہرہ ہیں۔ برخلاف روزہ کے، کہ وہ ایک عمل باطن ہے۔ جس طرح وضوء اور غسل جنابت وغیرہ ہے۔

دوسرا جواب: اس وقت حج فرض نہیں ہوا تھا اور نبی اکرم ﷺ فرائض واحکام نزول کے تحت بیان فرماتے تھے۔

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ حج کی فرضیت نو یا دس ہجری میں نازل ہوئی۔ یہی زیادہ صحیح ہے؛ کیونکہ آیت ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً﴾ [آل عمران] جو حج کی فرضیت میں نازل ہوئی ہے، وہ نجرانی عیسائیوں سے خطاب والی آیت کے سیاق وسباق میں ہے۔ ان آیات کا نزول وفد نجران کی آمد پر ہوا تھا جو سورۂ براءت کی نزول کے بعد تھا، اس وقت آپ ﷺ جنگ تبوک بھی لڑ چکے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سی احادیث میں حج کا ذکر نہیں ہوا ہے، اس کا ذکر متأخر احادیث میں ہوا ہے۔ مزید حمایت اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ ضمام رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو بخاری میں ہے حج کا ذکر نہیں ہے۔ جس طرح حدیث طلحہ رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ میں بھی نہیں ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سب ضمام رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی کا قصہ ہے اور اس کی آمد کی تاریخ بھی متعین نہیں ہے۔

تیسرا جواب: حدیث میں حج کا ذکر کیا گیا تھا، کسی راوی نے اختصاراً ذکر نہیں کیا ہے؛ لیکن یہ موقف درست نہیں، اس لیے کہ یہ راویانِ حدیث پر طعن ہے۔ اختصار کا معاملہ ایک ہی حدیث میں واقع ہوتا ہے، جیسے وفد عبدالقیس والی حدیث؛ لیکن دو الگ الگ حدیثوں میں ایسا ممکن نہیں۔

حدیث کا ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجد سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس کا سر پراگندہ تھا، اس کی آواز سنی جاتی تھی پر سمجھ میں نہیں آتی تھی، یہاں تک کہ وہ نزدیک آ گیا تو وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دن رات میں پانچ نمازیں'' کہا: کیا اس کے علاوہ بھی ہیں؟ فرمایا: نہیں؛ مگر یہ کہ تو نفل کے طور پر کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور رمضان کا روزہ'' کہا: مجھ پر کچھ اور بھی ہے؟ فرمایا: نہیں؛ مگر یہ کہ تو نفل کے طور پر کرے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا۔ کہا: کیا مجھ پر کچھ اور بھی ہے؟ فرمایا: نہیں؛ مگر یہ کہ تو نفل کے طور پر کرے۔ راوی نے کہا: پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا، وہ کہہ رہا تھا: ''اللہ کی قسم! میں اس پر اضافہ کروں گا نہ کمی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کامیاب ہوا، اگر اس نے سچ کہا۔''

روزہ کا حکم: تمام فقہائے اسلام کا اتفاق ہے کہ رمضان کا روزہ دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن اور فرض ہے، جس کا منکر کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے۔

رمضان کے روزے کی فرضیت کا حکم اس آیت میں بھی ہے: ﴿یَـاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ [البقرة:۱۸۳] "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم متقی بن جاؤ۔"

مذکورہ آیت وحدیث کے علاوہ روزے کی فرضیت کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ [بخاری إیمان باب دعاء کم إیمانکم، مسلم إیمان باب قول النبی ﷺ بنی الإسلام علی خمس] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [بخاری إیمان باب سؤال جبرئیل النبی ﷺ عن الإیمان والإسلام] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ [بخاری کتاب الزکوٰۃ، مسلم کتاب الإیمان باب الإیمان] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بابت وفد عبدالقیس [بخاری و مسلم کتاب الإیمان] اور بہت سے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

فرضیت روزہ کی تاریخ

آیت مذکورہ روزہ کی فرضیت وفضیلت پر دلالت کرتی ہے اور یہ آیت مبارکہ شعبان المعظم ۲ھ میں نازل ہوئی۔

رمضان کے روزے کی فضیلت

روزہ کی فضیلت میں آیات اور بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے برسبیل مثال کچھ درج ذیل ہیں:

۱- ارشادِ الٰہی ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾ [البقرة:۱۸۵] "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے لیے سرسر ہدایت ہے اور فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں۔"

۲- عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال: "إذا جاء رمضانُ فتّحتْ ابوابُ الجنةِ وغلّقتْ ابوابُ النارِ وصفِّدتِ الشیاطینُ" [بخاری، مسلم] نبی ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ لیا جاتا ہے۔"

۳- عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال: "من صام رمضانَ إیمانًا وإحتسابًا غُفر له ما

تقدمَ مِن ذنبه" [بخاری، مسلم] نبی ﷺ نے فرمایا: "جو رمضان کا روزہ رکھے ایمان اور اجر وثواب کی امید سے، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

۴- عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال: "أعطيتُ أمتي خمس خصال لم تعطهن أمة من الأمم قبلها: خلوف فم الصائم أطيبُ عند الله من ريح المسكِ، وتستغفرُ لهم الملائكةُ حتى يفطروا، ويزينُ الله كل يوم جنته ويقولُ: يوشكُ عباديَ الصالحون أن يلقوا عنهم المؤونةَ والأذىٰ ويصيروا إليكِ، وتصفّدُ فيه مردةُ الشياطينِ فلا يخلصون إلىٰ ما كانوا يخلصون فی غیره، ويغفر لهم في آخر ليلة. قيل يا رسولَ الله ﷺ! أهي ليلةُ القدرِ؟ قال: لا، ولكنّ العامل إنما يوفّى أجرَه إذا قضى عمله" [رواہ احمد] نبی ﷺ نے فرمایا: "میری امت کو پانچ خصلتیں دی گئی ہیں جو اس سے قبل کسی امت کو نہیں دی گئیں: روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے، اور ان کے لیے افطار کھولنے پر فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر روز اپنی جنت کو خوبصورت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے اپنے بوجھ اور تکلیف رکھ دیں اور تیری طرف پہنچ جائیں، اور اس میں سرکش شیطانوں کو جکڑ لیا جاتا ہے، سو وہ ان چیزوں کی طرف پہنچ نہیں سکتے جن کی طرف وہ پہلے غیر رمضان میں پہنچتے تھے، اور ان کے لیے آخری رات کو بخشش عطا کیا جاتا ہے۔" پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہی رات شب قدر ہے؟ فرمایا: "نہیں، لیکن کام کرنے والے کو مزدوری تب ملتی ہے، جب وہ اپنا کام پورا کرے۔"

یہ پانچ خصال اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو عطا فرمائی ہیں: روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے، کیونکہ یہ اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ہر چیز جو اس وجہ سے پیدا ہوئی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا بہ سے بہتر عوض عطا کرتا ہے۔ جیسے شہید کا خون ہے۔ اور حج میں عرفہ کے میدان میں اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے میرے پاس پراگندہ اور غبار آلود ہو کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اس قسم کے اجر تین حوالوں سے عطا فرمایا ہے:

(۱) اس نے بندوں کے لیے ایسے اعمال صالحہ مقرر کیے جو ان کے گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہیں۔ اگر وہ مشروع نہ کرتے تو بندے اپنی طرف سے یہ عبادت بجا نہ لا سکتے؛ کیونکہ نبیوں پر وحی کیے بغیر عبادت نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان لوگوں پر سخت نکیر فرمائی جو اپنی طرف سے عبادت ایجاد کرتے ہیں اور اسے

شرک کی ایک قسم بتائی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾

(۲) اس ذات نے بندوں کو نیک اعمال کی توفیق دی، جنہیں بہت سے لوگوں نے ترک کر رکھا ہے، اگر اللہ کی مدد اور توفیق شامل حال نہ ہوتی تو وہ ہرگز اسے بجا نہ لا سکتے تھے، لہٰذا اس کا فضل و کرم اور احسان ہے۔ ﴿يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ﴾

(۳) اس ذات نے ہر عمل صالح کے لیے اجر کثیر عطا کیا۔ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا اور اس سے زیادہ عطا کرتا ہے۔ اور روزہ کا اجر و ثواب اپنے خصوصی کھاتے میں رکھا ہے۔

روزے کے فوائد

روزے کے بیش بہا روحانی، اجتماعی اور طبی فوائد ہیں: روزہ صفت صبر پیدا کرتا ہے، یہ اپنے آپ پر کنٹرول کرنا سکھاتا ہے، نفس و روح میں تقویٰ کا ملکہ ایجاد کرتا اور اس کو بڑھاتا ہے۔ اس سے صداقت ایمانی، کمال عبودیت اور محبت الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔ دل اللہ کے ذکر اور فکر کے لیے صاف ہو جاتا ہے۔ اس سے امت میں نظم و نسق اور اتحاد کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ عدل و مساوات سے محبت بڑھتی ہے۔ مالداروں اور ایمانداروں میں جذبہ ترحم اور ایک دوسرے پر احسان کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اور معاشرہ کو مفاسد سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ اور بندہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

اس سے آنتیں درست اور معدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ روزہ جسم کو فضلات اور بیکار اجزاء سے پاک و صاف کرتا ہے۔ موٹاپے اور پیٹ کی چربی کے بوجھ میں کمی کا موجب بنتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''صوموا تصحوا'' روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔'' [ابن سنی، ابو نعیم]

رمضان میں کرنے کے دیگر اعمال صالحہ

۱۔ **قیام اللیل:** اس ماہ مقدس کی راتوں میں نماز کے ذریعے قیام کرنا چاہیے۔ ارشاد نبوی ہے ''من قام رمضان إيمانًا وإحتسابًا غُفر له ما تقدم من ذنبه'' [بخاری کتاب الصلاة التراويح ح: ۲۰۰۹]

ابن شہاب زہری کہتا ہے کہ نبی ﷺ انتقال کر گئے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک اسی حال پر تھے۔ عبد الرحمٰن کہتا ہے کہ ''میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا، دیکھا کہ ایک آدمی اپنی

نماز الگ پڑھ رہا ہے، ایک آدمی کے پیچھے ایک جماعت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کروں تو زیادہ افضل ہوگا، پھر آپ نے ان کو حضرت ابی بن کعب ؓ کے پیچھے جمع کیا۔[سابقہ حوالہ ح:۲۰۱۰]

ام المؤمنین عائشہ ؓ کی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی روز مسجد میں نکل کر نماز پڑھی، لوگوں کو معلوم ہونے پر آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آدھی رات بیت گئی، اگلی رات تعداد بڑھ گئی۔ چوتھی رات کو تو مسجد ہی بھر گئی، مگر آپ ﷺ نہیں نکلے اور صبح کو وجہ یہ بیان کی: ''میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض قرار نہ دی جائے پھر تم اس سے عاجز آنے والے تھے۔''[سابقہ حوالہ ح:۲۰۱۲]

اب واضح طور پہ معلوم ہوا کہ قیام رمضان کی نماز کئی رات صحابہ ؓ نے نبی ﷺ کے پیچھے مسجد نبوی میں پڑھی، پھر ایک خاص حکمت کے تحت جماعت کا یہ سلسلہ رک گیا، جب جماعت کے ساتھ پڑھنے پر خدشہ کی جو علت تھی وہ ختم ہوگئی، تو حضرت عمر ؓ نے دوبارہ اس کا سلسلہ شروع کر دیا، صحابہ کرام ؓ نے اس پر اتفاق کیا، کسی نے نکیر نہیں کی۔

نبی اکرم ﷺ کی رکعات کی تعداد میں متعدد احادیث

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ گیارہ رکعت پر اضافہ نہیں کرتے تھے۔[بخاری ح:۲۰۱۳] آپ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ گیارہ رکعات پڑھتے تھے، یہی آپ کی نماز تھی، ان میں ایسا سجدہ کرتے تھے، جس میں تم میں سے کسی کے پچاس آیات پڑھنے کی مقدار ٹھیرتے تھے۔ اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے ادا کرتے تھے۔[بخاری ح:۱۱۲۳]

گیارہ رکعات والی احادیث موطأ مالک، موطأ محمد اور قیام اللیل وغیرہ میں حضرت عائشہ ؓ، ابن عباس ؓ وغیرہ سے کثرت کے ساتھ وارد ہیں۔ ان گیارہ رکعات کو کس طرح پڑھتے تھے؟ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہے کہ آپ ﷺ طویل چار چار رکعات پڑھتے تھے۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''رات کی نماز کی رکعات دو، دو ہے۔'' لہذا درست ہے کہ یا ایک تشہد کے ساتھ ادا کرے یا دو تشہد کے ساتھ دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ سے صحاح ستہ میں سوائے ترمذی کے وارد ہے۔

شیخ صالح عثیمین فرماتے ہیں کہ حنابلہ وشافعیہ کے نزدیک جائز ہے کہ ان گیارہ رکعات کو ایک تشہد کے ساتھ ادا کرے یا دو تشہد کے ساتھ۔

تیرہ رکعات بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری، مسلم، موطأ مالک، قیام اللیل مروزی وغیرہ میں وارد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ پر اکٹھا کیا تو کتنی رکعات تھیں؟ صحیح بخاری میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا۔ شارح بخاری ابن حجر عسقلانی کہتا ہے کہ اس میں اختلاف ہے:

پہلی قسم کی روایات: (۱) سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔ [رواہ مالک فی الموطأ] سنن سعید بن منصور میں سائب سے روایت ہے: ''کان القارئ یقرأ بالمئین حتی کنا نعتمد علی العصی من طول القیام''

(۲) سائب ہی سے روایت ہے: ''کنا نصلی فی زمن عمر فی رمضان ثلاث عشرۃ'' ابن اسحاق کہتا ہے: ''وما سمعت فی ذلک حدیثا ھو أثبت عندی ولا أحری بأن یکون کان من حدیث السائب، وذلک أن رسول اللہ ﷺ کانت لہ ثلاث عشرۃ رکعۃ'' [قیام اللیل للمروزی، کتاب قیام رمضان باب عدد الرکعات التی یقوم بھا الإمام للناس فی رمضان]

ان کے علاوہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی ان رکعات کے بارے میں متعدد روایات ہیں: بعض میں اکیس، بعض میں تئیس رکعات کا ذکر ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے احتمال ظاہر کیا ہے کہ یہ طویل اور کم قراءت کے مختلف احوال پر محمول ہے۔ گیارہ رکعات والی روایت حضرت عائشہ کی حدیث کے ساتھ ہم آہنگ ہے، جو کہ صحیحین میں ہے۔

تیرہ والی روایت اس کے ساتھ قریب ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عائشہ کی حدیث کے ساتھ ملتی ہے۔

اکیس، تئیس والی روایات صحیحین میں نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ بعد کے ادوار میں انتالیس، سینتالیس اور انچاس رکعات بھی تعامل بتایا گیا ہے۔

علامہ محمد صالح عثیمین اختلاف نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں جس کا ملخص یہ ہے: ''وأرجح ھذہ الأقوال أنھا إحدی عشرۃ أو ثلاث عشرۃ لما فی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ عنہا وابن عباس رضی اللہ عنہ وفی الموطأ عن السائب'' ان اقوال میں سے راجح یہ ہے کہ رکعات کی تعداد گیارہ یا تیرہ ہے، اس لیے کہ ان کا ذکر بخاری، مسلم اور موطأ میں ہے۔

اس نماز کو ''تراویح'' بھی کہا جاتا ہے؛ کیونکہ سلف صالحین انہیں خوب لمبی کرتے اور جب بھی چار رکعات پڑھ لیتے، تھوڑی دیر استراحت یعنی آرام کرتے تھے۔

قرآن کریم کی تلاوت: رمضان کے مبارک مہینے میں جبرئیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آکرایک دوسرے کوقرآن کریم سناتے تھے،آپ ﷺ کی وفات کے سال دوبار مراجعہ کیا گیا۔

سلف صالحین اس ماہ میں قرآن کی تلاوت خوب کرتے تھے۔امام زہری رمضان داخل ہونے پر فرماتے تھے: ''إنما هو تلاوة القرآن وإطعام الطعام'' امام مالکؒ رمضان داخل ہونے پر حدیث اورعلم کی قراءت کی مجلس ختم کر کے قرآن مجید کی تلاوت کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ قتادۃؒ غیر رمضان میں ہمیشہ ہر سات رات میں قرآن ختم کرتے تھے،لیکن رمضان میں ہر تین روز میں ختم کرتے،آخری عشرے میں ہر روز ختم کرتے۔ ابراہیم نخعیؒ رمضان میں ہر تین روز میں قرآن ختم کرتے اورآخری عشرے میں ہر دو دن میں ختم کرتے۔

روزے کے تقاضے وآداب

روزے کے کچھ واجب تقاضےاورآداب ہیں اور کچھ مستحب آداب۔اول الذکر کے بعض آداب یہ ہیں:

۱۔ روزہ دار اللہ کی طرف سے واجب قولی اور عملی عبادات کو بجالائے۔ان میں سے نماز اہم ترین ہے،اسے اپنے ارکان،واجبات وشروط کے ساتھ وقت پر جماعت میں ادا کرے۔

۲۔ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف سے حرام کردہ تمام امور سے خود کو بچاکے رکھے،پس وہ جھوٹ، غیبت،چغلی،دھوکہ بازی،تمام آلات معازف یعنی کھیل اورساز بجانے کے آلات سے جیسے سارنگی،چنگ پیانو،دوتارہ ،ڈول،باجہ وغیرہ حرام آلات سے اجتناب کرے۔اگر ہیجان انگیز گانوں کے ساتھ ہوتو حرمت مزید شدید ہوتی ہے۔

ارشادالٰہی ہے:﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ ﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ثابت ہے: ''واللهِ الذي لا إله غيره هو الغناء'' یہی قول عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ،عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ،عکرمہ،سعید بن جبیراور مجاہد سے صحیح سند سے ثابت ہے،جسے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت غنا(گانا)اور باجہ کے بارے میں اتری ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے امت کوآلات لہو ولعب سے بچنے کا تاکیدی حکم دیا ہےاوراسے زنا کے برابر قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:''ليكوننَّ مِن أمتي أقوامٌ يستحلونَ الحرَ والحريرَ والخمرَ والمعازفَ''[بخاری]